accountabilitylab PAKISTAN

پاکستانی عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی میں اضافے کی ضرورت

پالیسی رپورٹ

فہرست

اگیزیکٹو سمری........ 4
پس منظر........ 4
تعارف........ 5
پاکستانی عدالتی نظام میں خواتین۔تاریخی تناظر میں........ 5
صنفی لحاظ سے مساوی نظامکے قیام میں نمائندہ عدلیہ کی اہمیت........ 6
پاکستانی عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی کی موجودہ حالت صورتحال........ 6
خواتین ججز کے لیے چیلنجز........ 6
عدالتی فرائض کا محدود دائرہ:........ 7
ویڈلاک پالیسی کے نفاذ میں تضادات:........ 7
تعلیمی رکاوٹیں اور محدود آپشنز:........ 7
کام کی جگہ پر کے ماحول کی بہتری کا مسئلہ........ 7
دوردراز تعیناتی میں صحت کی دیکھ بھال کے چیلنجز:........ 7
معاون ماحول کے لیے صنفی مساوات پر مبنی پالیسیاں........ 7
ناکافی سہولیات اور انفراسٹرکچر:........ 7
سیکھنے کے مواقع تک محدود رسائی........ 7
خواتین عدالتی عملے کے لیے متعدد مسائل........ 7
خواتین ججوں کے لیے چیلنجز........ 6
عدلیہ میں چیلنجز........ 8
عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی کی ضرورت کیوں؟........ 8
خواتین کی شمولیت سے قانونپر عوامی اعتماد میں اضافہ........ 8
فیصلہ سازی میں متنوع نقطہ نظر:........ 8
ایک مثبت نظیر قائم کرنا:........ 9
بہتر اور بروقت انصاف........ 9
خواتین کی نمائندگی میں رکاوٹیں........ 9
ساختی رکاوٹیں:........ 9
ثقافتی اور معاشرتی اصول........ 9
کام کی جگہ کا ماحول........ 9
خواتین کی عدلیہ میں شمولیت کے حوالے سے عالمی اور علاقائی سطح پر روشن مثالیں........ 9
پاکستانی عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی کو بڑھانے کے لیے سفارشات........ 10
پالیسی کی سطح پر تبدیلی........ 10
عدلیہ میں بھرتی کے لیے صنفی مساوات اور صنفی فروغ کی پالیسیوں کا نفاذ........ 10
خواتین کی نمائندگی کے لیے اہداف اور کوٹے کا قیام........ 10

فہرست

تربیت اور ترقی کے مواقع تک مساوی رسائی کو یقینی بنانا 10
عدالتی طریقہ کار میں شادی کی پالیسی کو شامل کرنا 10
استعدادِ کار میں اضافہ 10
جوڈیشل افسران کو صنفی حساسیت کی تربیت فراہم کرنا 10
عدلیہ میں خواتین کے لیے رہنمائی کے پروگرام 10
سماجی ثقافتی مشغولیت 10
دقیانوسی تصورات کو چیلنج کرنے کے لیے سول سوسائٹی کی تنظیموں، مذہبی رہنماؤں اور میڈیا کے ساتھ مل کر کام کرنا 10
بیداری مہم کے ذریعے قانونی پیشے میں صنفی مساوات کو فروغ دینا 11
عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی کے بارے میں ایک جامع ڈیٹا بیس کا قیام 11
صنفی مساوات کی پیش رفت کی باقاعدگی سے نگرانی 11
صنفی لحاظ سے پالیسیاں اور ڈھانچہ جاتی معاونت 11
صنفی حساس پالیسیوں کے ذریعے ایک معاون ماحول کی تشکیل: 11
مناسب سہولیات اور انفراسٹرکچر کو یقینی بنانا 11
ڈے کیئر کی سہولیات 11
کرنے کا کام 11
اکاونٹیبلٹی لیب کے بارے میں 12

ایگزیکٹو سمری

صنفی مساوات اور خواتین کو بااختیار بنانا انسانی حقوق کے بین الاقوامی فریم ورک میں درج بنیادی اصول ہیں اور پائیدار ترقی کے اہداف کے حصول کے لیے ضروری ہیں۔ تاہم، مختلف شعبوں میں نمایاں پیش رفت کے باوجود، پاکستان میں عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی غیر متناسب طور پر کم ہے۔ اس پالیسی بریف میں خواتین کو درپیش چیلنجز، تاریخی تناظر اور عدالتی نظام میں خواتین کی موجودہ حالت کے لحاظ سے پاکستانی عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی کو بڑھانے کی ضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔ خواتین کی عدلیہ میں نمائندگی کے تناظر میں پاکستان کے نظام انصاف کے اندر کثیر جہتی مسائل بشمول قوانین کا کمزور نفاذ، محدود صلاحیت اور صنفی طور پر سامنے آنے والی رکاوٹوں کی وجہ سے عوام کا عدلیہ پر اعتماد مجروح ہوا ہے۔ خاص طور پر، پیچیدہ عدالتی طریقہ کار صنفی عدم مساوات کو برقرار رکھنے میں معاون ہے اور صنفی مساوات کے قیام کا متقاضی ہے۔

صنفی بنیاد پر تشدد کے خوفناک اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواتین کے حقوق، ان کے تحفظ اور ان کے ساتھ منصفانہ سلوک پر نظام انصاف کی خامیوں کے مضمرات شدید تر ہیں۔ نظام انصاف میں موجود خامیوں کی وجہ سے متاثرین دادرسی حاصل کرنے میں ہچکچاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس نظام میں تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اگر تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان کے قانونی اور عدالتی شعبوں میں ہمیں خواتین کا کردار نظر آتا ہے تاہم اس میں بھی صنفی عدم مساوات واضح ہے اور خواتین کو قائدانہ کردار سے محروم رکھا جاتا ہے۔

اس پالیسی بریف میں ایسی عدلیہ کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، جس میں انصاف پسند معاشرہ تشکیل پائے اور انصاف کی فراہمی میں صنفی مساوات کو مدنظر رکھا گیا ہو۔ پاکستانی عدلیہ میں خواتین کی موجود تعداد نمایاں طور پر کم نمائندگی کو ظاہر کرتی ہے، اس وقت پاکستانی عدلیہ میں میں صرف 17 فیصد جج خواتین ہیں۔ ملک کے ہائی کورٹس میں صنفی لحاظ سے عدم مساوات بہت نمایاں ہے اور آئینی عدالتوں میں خواتین کی بطور جج نمائندگی صرف 4 اعشاریہ 38 فیصد ہے۔ عدالتوں میں خواتین ججوں کی کمی کے ساتھ انہیں دیگر چیلنجز بھی درپیش ہیں جن میں عدالتی اسامیوں میں محدود گنجائش سے لے کر ناکافی سہولیات اور انفراسٹرکچر کے مسائل شامل ہیں۔

اس دستاویز میں بہترین عالمی اور علاقائی طریقوں بشمول پالیسی سازی، استعداد کار، سماجی ثقافتی مشغولیت، اعداد و شمار اکٹھا کرنے اور نگرانی کے نظام کی مضبوطی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے سفارشات پیش کی گئی ہیں۔ جو کلیدی سفارشات پیش کی گئی ہیں ان میں صنفی لحاظ سے مساوات پر مبنی بھرتی کی پالیسیاں، خواتین کی نمائندگی کے لیے اہداف کا تعین، تربیت تک مساوی رسائی کو یقینی بنانے اور عدالتی طریقہ کار میں صنفی ردعمل کی پالیسی کو شامل کرنا شامل ہے۔

اس پالیسی بریف کا اختتام زبردست کال ٹو ایکشن صنفی مساوات، انسانی حقوق اور قانون کی حکمرانی پر خواتین کی بڑھتی ہوئی نمائندگی کے مثبت اثرات پر زور دیتے ہوئے ہوتا ہے۔ اسٹیک ہولڈرز پر زور دیا جاتا ہے کہ وہ سفارشات میں بیان کردہ حکمت عملیوں پر عمل درآمد کریں، ایک ایسی عدلیہ کو فروغ دیں جو صحیح معنوں میں نمائندہ، صنف کے لحاظ سے حساس اور انصاف اور مساوات کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔

پس منظر

پاکستان کے نظام عدل کے چیلنجز بہت پیچیدہ نوعیت کے ہیں جن میں قوانین کے کمزور نفاذ اور کمزور ہم آہنگی سے لے کر محدود صلاحیت اور عوام کا عدلیہ پر عدم اعتماد شامل ہیں۔ پاکستان میں فوجداری انصاف کا نظام چار اہم اجزاء پر مشتمل ہے: پولیس، استغاثہ، عدلیہ، اور اصلاحی خدمات، بعد میں جیلوں اور متعلقہ پروبیشن اور پیرول انتظامیہ پر مشتمل ہے۔ باضابطہ ادارہ جاتی ڈھانچے اور مضبوط قوانین کے باوجود، آپریشنز کے معیار اور سالمیت، نفاذ، اور عدلیہ کی وسیع تر انتظامیہ کو مختلف عوامل کی وجہ سے سمجھوتے کرنا پڑتے ہیں۔

ان عوامل میں قوانین کا کمزور نفاذ، نظام انصاف سے وابستہ افراد اور عوام کے درمیان ناکافی ہم آہنگی، پیچیدہ مقدمات کو نمٹانے میں فوجداری عدالتوں کی محدود صلاحیت اور تجربہ اور ان عوامل کے نتیجے میں نظام پر عوام کے اعتماد کی کمی شامل ہیں۔ مزید برآں، پیچیدہ اور اور سٹیک ہولڈرز کی عدم موجودگی نظام کے اندر صنفی عدم مساوات کو کم کرنے کے بجائے تقویت دینے میں معاون ہیں۔

درج بالا تمام مسائل سرکاری وسائل کی کمی اور ان کے حل میں سیاسی عدم دلچسپی کی وجہ وقت کے ساتھ ساتھ کم ہونے کی بجائے بڑھے ہیں۔ مسائل کا یہ امتزاج نظام انصاف کے اندر نااہلی اور عدم مساوات کو برقرار رکھتا ہے اور بالآخر آئین پاکستان کے آرٹیکل 10 (اے) کے تحت انصاف کی فراہمی میں رکاوٹیں آتی ہیں یا سرے سے انصاف فراہم ہی نہیں کیا جاتا۔

تعارف

پاکستان کے نظامِ انصاف میں خواتین، لڑکیوں اور پسماندہ طبقات کے حقوق، ان کے تحفظ اور منصفانہ سلوک کے حوالے سے چیلنجز کے مضمرات خاصے شدید ہیں۔ مثال کے طور پر، پاکستان کے تازہ ترین ڈیموگرافک اینڈ ہیلتھ سروے (ڈی ایچ ایس) کے مطابق، 15 سے 49 سال کی عمر کی 39 فیصد غیر شادی شدہ خواتین کو قریبی ساتھی سے تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔ 2021 میں پاکستان میں صنفی بنیاد پر تشدد کے 14,189 واقعات درج ہوئے۔ اقوام متحدہ کے پاپولیشن فنڈ (یو این ایف پی اے) کی جانب سے کی گئی ایک تحقیق میں انکشاف کیا گیا ہے کہ پاکستان میں 70 فیصد شادی شدہ خواتین کو اپنے شریک حیات کی جانب سے جسمانی یا جنسی تشدد کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ مزید برآں، عورت فاؤنڈیشن کے مطابق کورونا وائرس کی وبا کے دوران گھریلو تشدد کے واقعات میں 200 فیصد اضافے کی رپورٹس سامنے آئیں۔ اعداد و شمار خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات میں پریشان کن اضافے کی نشاندہی کرتے ہیں، جو ایسے ساختی مسائل، ادارہ جاتی ثقافت اور معاشرتی اصولوں کی وجہ سے مزید بڑھ گئے ہیں جو انصاف کے متلاشی پسماندگان کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

نتیجتاً، تشدد کا شکار ہونے والوں کی ایک قابل ذکر تعداد پولیس کی مدد حاصل کرنے یا عدالت میں مقدمے کی پیروی کرنے سے گریزاں رہتی ہے۔ اس ہچکچاہٹ کی عموماً بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ عدلیہ سے منسلک افراد کا رویہ سرد مہری پر مشتمل ہوتا ہے اور ان کے پاس متاثرہ افراد کے حالات کے بارے میں آگہی کا فقدان ہوتا ہے۔ خواتین اور دیگر پسماندہ طبقات کے ساتھ سلوک کے بارے میں سمجھا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ روا رکھا گیا سلوک اتنا زیادہ برا نہیں یا انہیں قوانین کی زیادہ سمجھ نہیں اس لیے انہیں انصاف کے عمل سے دور ہی رکھا جاتا ہے۔

پاکستانی عدلیہ میں اہم قیادت اور فیصلہ ساز عہدوں پر خواتین کے لیے دستیاب محدود مواقع کی وجہ سے مسائل مزید گھمبیر ہو رہے ہیں۔ خواتین ججوں کے لیے پیشہ ورانہ ترقی کے مواقع کی کمی اس چیلنج کو مزید بڑھاتی ہے۔ مزید برآں، پاکستانی عدلیہ، جہاں خواتین کی نمائندگی ناکافی ہے، میں اعلیٰ عہدوں پر فائز حکام سوچ سمجھ اور جرات مندی سے ایسے فیصلے کرنے سے قاصر ہیں جن سے صنفی لحاظ سے مساوات قائم کی جاسکے تاکہ پیشہ ورانہ طور پر عدلیہ میں تنوع کو یقینی بنایا جاسکے۔ پاکستان کی آبادی کا 49 فیصد ہونے کے باوجود، اہم شعبوں، خاص طور پر عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی ان کی عددی موجودگی سے انتہائی کم ہے۔ اس کم نمائندگی کی قریبی جانچ نہ صرف انصاف کی متلاشی خواتین کے لیے بلکہ اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ ان رکاوٹوں کا جائزہ لیا جائے جو خواتین کو عدلیہ میں کلیدی عہدوں پر پہنچنے کا باعث بنتی ہیں۔

پاکستانی عدالتی نظام میں خواتین

تاریخی تناظر میں:

پاکستان کے قانونی اور عدالتی شعبوں میں خواتین کا تاریخی سفر معاشرتی اصولوں، قانونی فریم ورک اور ارتقاپذیر ثقافت کے پیچیدہ تعامل کی عکاسی کرتا ہے۔ تاریخی طور پر، پاکستان میں خواتین کو قانون اور عدلیہ میں کیریئر تک رسائی اور حصول کے لیے اہم چیلنجز کا سامنا رہا ہے۔ 1947 میں پاکستان کی آزادی کے ابتدائی سالوں کے دوران، ایک قانونی ڈھانچہ قائم کرنے کی کوششیں کی گئیں جس کا مقصد صنفی مساوات کو برقرار رکھنا تھا۔ تاہم، سماجی رویے اور روایتی پدرانہ اصول اکثر خواتین کی قانونی پیشے میں شمولیت کی راہ میں رکاوٹ بنتے رہے۔ محدود تعلیمی مواقع اور امتیازی طرز عمل نے خواتین کے قانون کے سکولوں میں داخلے پر پابندی اور بعد ازاں قانونی کیریئر میں پیشرفت جیسے چیلنجز کو مزید پیچیدہ کر دیا۔

سماجی رویوں کے ارتقا کے ساتھ معاشرتی رسوم و رواج اور صنفی تفریق خواتین کے نظام عدل کے کیریئر میں رکاوٹ بنتے رہے۔ ان رکاوٹوں کے باوجود ایسی رہنما خواتین ابھریں جنہوں نے روایات توڑ کر آنے والی نسلوں کے لیے راہ ہموار کی۔ 1948 میں اقوام متحدہ میں پاکستان کی پہلی خاتون مندوب کے طور پر بیگم شائستہ سہروردی اکرام اللہ کی تاریخی تقرری قانونی اور سفارتی شعبوں میں صنفی شمولیت کی جانب ابتدائی پیش رفت کی روشن مثال ہے۔ کئی دہائیوں کے دوران، قانونی اور عدالتی شعبوں میں خواتین کی نمائندگی کو بڑھانے کی سمت مسلسل پیش رفت جاری ہے۔ قانون سازی کی اصلاحات، جیسے کہ 1961 میں مسلم فیملی لاز آرڈیننس کا نفاذ اور اس کے بعد کی ترامیم کا مقصد قانونی فریم ورک کے اندر صنفی تفریق کو دور کرنا ہے۔ مزید برآں، قانونی نظام کی تعلیم کو فروغ دینے اور خواتین کے حقوق کی وکالت کے اقدامات نے خواتین کو بااختیار بنانے اور نظام میں موجود رکاوٹوں کو چیلنج کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اس تمام تر پیش رفت کے باوجود وسیع تر سماجی عدم مساوات اور ڈھانچہ جاتی چیلنجز کی صورت میں نمایاں صنفی تفریق برقرار ہے۔ خواتین کو اب بھی قانونی تعلیم تک رسائی، پیشہ ورانہ مواقع اور عدالتی نظام میں مساوی سلوک کے حصول میں رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ صنفی برابری کا حصول ایک مسلسل جدوجہد ہے، جس میں صنفی اصولوں اور تعصبات کو ختم کرنے کے لیے کوششوں کی ضرورت ہے۔

صنفی لحاظ سے مساوی نظام کے قیام میں نمائندہ عدلیہ کی اہمیت:

جب صنفی حساس مسائل کو حل کرنے کی بات ہو تو انصاف اور مساوات کے حصول میں ایک نمائندہ عدلیہ کے کردار کو بڑھا چڑھا کر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ایک ایسی عدلیہ جو صنفی لحاظ سے معاشرے میں موجود تنوع کی عکاسی کرتی ہو، اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ انصاف کا نظام قطع نظر صنف کے تمام افراد کی ضروریات اور تجربات کے لیے یکساں دستیاب ہو۔

تمام طبقات کی نمائندہ عدلیہ ایک منصفانہ خاص طور پر صنفی لحاظ سے مساوی معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ایک نمائندہ عدلیہ پسماندہ طبقوں بشمول خواتین کے لیے امید کی کرن کا کام کرتی ہے جنہیں اکثر قانونی نظام میں رکاوٹوں اور امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب خواتین عدالتی بینچ میں اپنی نمائندگی کو دیکھتی ہیں، تو وہ عدلیہ کی منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انصاف فراہم کرنے کی صلاحیت پر زیادہ اعتماد کرتی ہیں۔ عددی برابری سے ہٹ کر اس سے آبادی کے تنوع بشمول خواتین کے نقطہ نظر کی عکاسی ہوتی ہے۔ ایک نمائندہ عدلیہ انصاف تک رسائی میں خواتین کو درپیش چیلنجز کو سمجھنے اور ان سے نمٹنے کے لیے بہتر طور پر لیس ہو سکتی ہے۔ صنفی بنیاد پر تشدد جیسے مسائل سے لے کر کام کی جگہ پر امتیازی سلوک تک، خواتین ججز کے پاس ایسے مسائل کی زیادہ بہتر معلومات ہوتی ہیں اس لیے وہ قانونی کارروائی میں اہم اور ہمدردانہ نقطہ نظر فراہم کرنے کے قابل ہوتی ہیں۔

خواتین کی بڑھتی ہوئی نمائندگی صنفی بنیاد پر پیچیدگیوں کو دور کرنے اور ایک ترقی پسند اور جامع معاشرے کی اقدار کی عکاسی کرنے والے قانونی نظام کو فروغ دینے، بہتر اور بروقت انصاف میں معاونت کرتی ہے۔ خواتین کی نمائندگی بڑھانے کے لیے جاری کوششوں کا مقصد نہ صرف فرسودہ روایات کو توڑنا ہے بلکہ ایک ایسا نظام عدل قائم کرنا ہے جو صنف سے قطع نظر تمام شہریوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہو۔

صنفی مساوات کے لحاظ سے ایک نمائندہ عدلیہ انصاف اور انسانی حقوق کے اصولوں کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس بات کو یقینی بناتے ہوئے کہ قانونی نظام میں خواتین کو نہ صرف قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے بلکہ انہیں سنا بھی جاتا ہے، ہم سب کے لیے ایک زیادہ منصفانہ اور جامع معاشرے کی تعمیر کی جانب اہم پیش رفت کرتے ہیں۔

پاکستانی عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی کی موجودہ حالت صورتحال:

پاکستان میں سپریم کورٹ، ہائی کورٹس اور نچلی عدالتوں میں خواتین ججوں کی موجودہ نمائندگی بین الاقوامی معیارات سے کافی کم ہے۔ پاکستان کی نچلی اور اعلیٰ عدالتوں میں 3,005 ججوں میں سے صرف 17 فیصد یعنی 519 جج خواتین ہیں۔ اگر ہائی کورٹس کو دیکھا جائے تو مردوں اور خواتین ججوں میں یہ تفریق اور بھی زیادہ ہے۔ آئینی عدالتوں (صوبائی ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ) میں، کل 114 ججوں میں سے صرف پانچ خواتین ہیں، جو کل ججز کا صرف 4.38 فیصد بنتی ہیں۔ اعداد و شمار کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ صورتحال مزید گمبھیر لگتی ہے جیسا کہ اسلام آباد ہائی کورٹ میں صرف ایک، لاہور ہائی کورٹ میں ایک، بلوچستان ہائی کورٹ میں ایک، اور سپریم کورٹ آف پاکستان میں دو خواتین جج ہیں۔ یہ تعداد 2016 میں ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی رپورٹ کردہ تعداد 5.3 فیصد سے بھی خاصی کم ہے۔

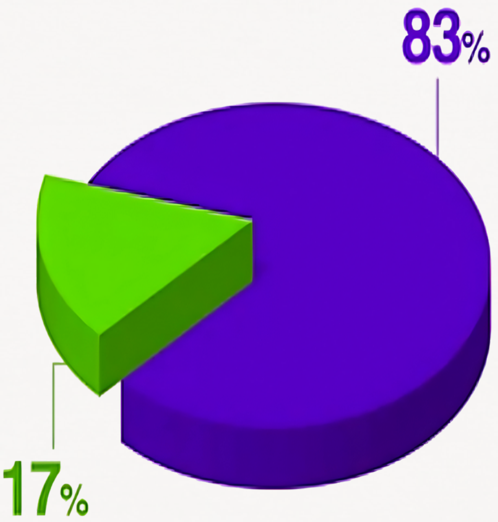

یہ پائی چارٹ پاکستان کی عدلیہ کے اندر صنفی تقسیم کو واضح کرتا ہے۔ ایک قابل ذکر اکثریت، جو کہ 83 فیصد بنتی ہے، مرد ججوں پر مشتمل ہے، جبکہ صرف 17 فیصد خواتین ججوں کی نمائندگی کرتی ہے

خواتین ججوں کی کمی خاص طور پر ہائی کورٹس میں خاصی تشویش کا باعث بنتی ہے۔ سپریم کورٹ میں صرف دو خواتین ججز ہیں جہاں تقریباً 65 سالوں سے نظامِ انصاف صرف مردوں کے زیر تسلط ہے۔ یہ شماریاتی تجزیہ اس صنفی عدم توازن کو دور کرنے کے لیے ہدفی مداخلتوں کی فوری ضرورت کی نشاندہی کرتا ہے۔ نظام کے ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے عدلیہ میں خواتین کی شمولیت کو بڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔ مزید خواتین جج نہ صرف متنوع نقطہ نظر اور متاثرین پر مرکوز نقطہ نظر لاتی ہیں بلکہ قانونی منظر نامے میں ثقافتی تبدیلیوں، ہمدردی کو فروغ دینے اور صنفی بنیاد پر مسائل کے لیے زیادہ موثر ردعمل کے لیے معاون کے طور پر کام کرتی ہیں۔

خواتین ججز کے لیے چیلنجز:

پاکستان میں خواتین ججوں کو چیلنجز کے ایک دائرے کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس میں عدالتی فرائض کی انجام دہی میں صنفی تفریق کی پالیسی میں محدود گنجائش شامل ہے۔ ذیل میں قانونی شعبے میں خواتین کی پیشہ ورانہ ترقی اور مجموعی شراکت کی راہ میں حائل رکاوٹوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ عدالتی فرائض کا محدود دائرہ: خواتین ججز کو اکثر فیملی کورٹس یا دیوانی قانونی چارہ جوئی تک محدود رکھا جاتا ہے اور وہ فوجداری مقدمات کا حصہ بننے سے محروم رہتی ہیں۔ یہ پابندی نہ صرف ان کی پیشہ ورانہ ترقی کو روکتی ہے بلکہ قانونی نظام میں ان کی مجموعی افادیت کو بھی محدود کر دیتی ہے۔

ویڈلاک پالیسی کے نفاذ میں تضادات:

اس پالیسی کے باوجود کہ خواتین ججز شادی کے بعد اپنے شوہروں کے ڈیوٹی اسٹیشن کے 200 کلومیٹر کے اندر کسی عدالت میں اپنے فرائض سرانجام دے سکتی ہیں پالیسی کے نفاذ میں عدم تسلسل خواتین کے لیے مشکلات کا باعث بنتا ہے اور یہ عدم مطابقت ان کے پیشہ ورانہ استحکام اور ترقی میں خلل ڈال سکتی ہے۔ تعلیمی رکاوٹیں اور محدود آپشنز: خواتین ججوں کے تبادلے ان کے بچوں کے لیے تعلیم کو برقرار رکھنے میں چیلنجز پیدا کرتے ہیں۔ نقل و حمل کے مسائل، تعلیمی سہولیات کا فقدان اور دور دراز علاقوں میں اسکول کی تعلیم کے محدود ذرائع دشواری کا باعث بنتے ہیں۔

کام کی جگہ پر کے ماحول کی بہتری کا مسئلہ:

خواتین ججوں کو مرد ہم منصبوں کی طرف سے سخت تبصروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو کام کی جگہ پر زیادہ معاون اور باعزت ماحول کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے جو باہمی تعاون اور پیشہ ورانہ ترقی کو فروغ دیتا ہو۔

دور دراز تعیناتی میں صحت کی دیکھ بھال کے چیلنجز:

محدود طبّی سہولیات کے ساتھ دور دراز علاقوں میں تعینات خواتین ججوں کو اکثر صحت کی دیکھ بھال کے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ خاص طور پر اس وقت زیادہ مشکل ہو جاتا ہے جب ان کے خاندان کے افراد، خاص طور پر بچوں کو طبّی معائنہ یا خصوصی علاج کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لیے انہیں دوسرے شہروں کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ ان ججوں کے لیے، خاص طور پر جو دور دراز تعینات ہوتی ہیں، صحت کی دیکھ بھال کے مراکز تک رسائی مشکلات کا باعث بنتی ہے۔ انہیں پیشہ وارانہ فرائض کی ادائیگی کے دوران خاندانی صحت کی ضروریات کو پورا کرنے کی دوہری ذمہ داریوں کو نبھانا پڑتا ہے۔ یہ چیلنج ایک ایسے نظام کی وجہ سے بڑھ گیا ہے جو صنفی لحاظ سے مساوی نہ ہو اور اس وجہ سے ان خواتین ججوں پر کو سکروٹنی اور اضافی دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

معاون ماحول کے لیے صنفی مساوات پر مبنی پالیسیاں:

خواتین ججوں کے لیے ایک قابل ماحول بنانے کے لیے صنفی مساوات پر مبنی پالیسیوں کی اشد ضرورت ہے۔ اس میں کام کی جگہ پر سہولیات، بنیادی ڈھانچے کی منصوبہ بندی، اور متعلقہ بجٹ مختص کرنے پر غور کرنا شامل ہے۔

ناکافی سہولیات اور انفراسٹرکچر:

ناکافی سہولیات، بشمول نامناسب واش رومز اور دور دراز کے اسٹیشنوں میں رہائش تک رسائی کی کمی، صنفی لحاظ سے بجٹ مختص کرنے اور جامع انفراسٹرکچر کی منصوبہ بندی کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔

سیکھنے کے مواقع تک محدود رسائی:

خواتین ججوں کو سیکھنے کے مواقع تک رسائی میں چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسے کہ اسکالرشپ اور تربیتی پروگرام، ان کی پیشہ ورانہ ترقی میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

خواتین عدالتی عملے کے لیے متعدد مسائل:

عدالتوں میں خواتین عملہ کو کافی دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کے پاس بیٹھنے کی مناسب جگہوں کی کمی ہوتی ہے، جو ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے اور کام کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنے کے لیے ناگزیر ہوتا ہے۔

خواتین ججوں کے لیے چیلنجز:

جج بننے کی خواہشمند خواتین کا سفر چیلنجز سے بھرا ہوتا ہے۔ نچلی عدالتوں میں بطور قانونی پریکٹیشنرز/وکیل شروع کرنا مالی عدم استحکام کا باعث بنتا ہے اور انہیں ان کے مرد ہم منصبوں اور بعض اوقات مرد مؤکلوں کے ذریعے ڈرانے دھمکانے والے رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جنسی طور پر ہراساں کیے جانے کی مثالیں اگرچہ بہت زیادہ نہیں ہیں، تاہم ایک پریشان کن حقیقت ضرور ہے۔ جج بننے کے راستے میں مسابقتی امتحان شامل ہوتا ہے، جس میں سول عدالتوں میں برسوں کی محنت اور مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان چیلنجز کے پیش نظر، بہت سی خواتین وکلاء کو نچلی عدالتوں میں مشکل ماحول کو برداشت کرنا تقریباً ناممکن لگتا ہے۔

عدلیہ میں چیلنجز:

جج کا کردار سنبھالنے کے بعد، خواتین کو مختلف چیلنجز کا سامنا کرناپڑتا ہے، جن میں محدود وسائل اور ناکافی سہولیات کے ساتھ کام کے طویل اوقات شامل ہیں۔ اپنے ہی صوبے میں دور دراز مقامات پر تبادلے کی صورت میں خواتین ججوں بالخصوص جن کے بچے سکول جانے کی عمر کے ہوں انہیں بار بار کے سفر سے شدید تناؤ کا سامنا رہتا ہے۔ تنخواہیں اور دیگر فوائد ان کی ملازمتوں کی مطلوبہ نوعیت کے مطابق نہیں ہیں، جو متعلقہ ہائی کورٹس میں صنفی حساس پالیسی کے فقدان کو نمایاں کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں خواتین کے جج بننے اور اپنے عہدے پر برقرار رہنے کی شرح کم ہوتی ہے۔

عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی کی ضرورت کیوں؟

فوجداری نظام انصاف میں زیر بحث چیلنجز کے ساتھ ساتھ پاکستان میں خواتین کو دیوانی قانونی چارہ جوئی، خاندانی مقدمات، تنازعات، مہر اور بچوں کی دیکھ بھال کے دعووں، بچوں کی تحویل کی لڑائیوں، کاروباری لین دین، اور خاندانی وراثت کے معاملات میں بہت سی رکاوٹوں کا سامنا کرناپڑتا ہے۔ صنفی تفریق کا ایک اہم اشارہ خواتین کی جائیداد اور وراثت تک محدود رسائی بھی ہے۔ مساوی مواقع کی قانونی ضمانتوں کے باوجود، لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز لمز کی 2019 کی ایک رپورٹ میں خواتین کو زمین کی ملکیت سے روکنے کی رکاوٹوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ خواتین کی نقل و حرکت پر ثقافتی پابندیاں اور جائیداد کے حقوق کا ناکافی نفاذ اس رکاوٹ میں معاون ہے۔ اگرچہ جہیز کو بعض اوقات جائیداد کی وراثت کے متبادل کے طور پر دیکھا جاتا ہے، لیکن یہ اکثر خواتین کو مالی طور پر کمزور بنا دیتا ہے کیونکہ شوہر اور ان کے خاندان اثاثوں پر قبضہ کر لیتے ہیں۔

تاریخی شواہد بتاتے ہیں کہ پاکستان میں صرف تین فیصد زرعی زمین خواتین کی ملکیت ہے۔ یہاں تک کہ جب جائیداد کسی عورت کے نام پر رجسٹرڈ ہو تب بھی خاندان کے مرد افراد اس پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ جائیداد کی رجسٹریشن کے ناقابل رسائی دفاتر بہت سی خواتین کو مرد رشتہ داروں کو مختار نامہ دینے پر مجبور کرتے ہیں اور انہیں دھوکا دہی کا سامنا بھی کرناپڑتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں غریب، پسماندہ اور مذہبی اقلیتی خواتین، جیسے کہ خواجہ سرا خواتین، مزدور، عیسائی اور ہندو خواتین کے لیے چیلنجز مزید بڑھ جاتے ہیں۔

وراثت سے متعلق معاملات ہر فرقے اور عقیدے کے متعلقہ قوانین کے تحت چلتے ہیں۔ شیعہ قانون میں وراثت سے متعلق دفعات حنفی قانون سے بالکل مختلف ہیں۔ وراثت کا کوئی یکساں قانون نہیں ہے جو تمام عقائد اور فرقوں پر لاگو ہو۔ عیسائی قانون کے تحت عیسائی خواتین کے لیے وراثت اور جائیداد کی ملکیت تقریباً ناممکن ہے۔ ہندو خواتین کو اب بھی بڑی رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والے سول سوسائٹی اداروں کی طرف سے خواتین کے وراثتی حقوق کے لیے قانون سازی کی آواز اٹھانے کے باوجود انہیں اب بھی اپنی وراثت حاصل کرنے کے لیے متعدد رکاوٹوں کا سامنا کرناپڑتا ہے۔

دیہی علاقوں میں، جہاں پدرانہ اصول رائج ہیں، خواتین میں اکثر اپنے جائیداد کے حقوق کے بارے میں آگاہی کا فقدان ہوتا ہے، جس کی وجہ سے انہیں جائیداد دینے سے انکار یا ہیرا پھیری کے غیر رپورٹ شدہ واقعات رونما ہوتے ہیں۔ افسر شاہی کی طرف سے کھڑی کی گئی رکاوٹیں مثلاً حکام کا زمین کی ملکیت کے ریکارڈ سے خواتین کو خارج کرنا ان کے حقِ ملکیت کے دعووں میں رکاوٹ بنتا ہے۔ حکومتی اداروں کے اندر بدعنوانی، نااہلی اور یہ عصبانہ رویوں کی وجہ سے صورتحال مزید خراب ہوتی ہے اور انصاف کے حصول کی متلاشی خواتین کے لیے مشکلات کا باعث بنتی ہے۔

عدلیہ خواتین کے حقوق کے نفاذ میں اہم اسٹیک ہولڈرز میں سے ایک ہے۔ مذکورہ بالا تفریق کو دور کرنے کے لیے عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی بڑھانے کی اشد ضرورت ہے۔ خواتین ججز صنفی لحاظ سے انصاف کو یقینی بنانے، ثقافتی رکاوٹوں کو ختم کرنے اور خواتین کے حقوق کے منصفانہ نفاذ کی وکالت کرنے میں تبدیلی کا کردار ادا کر سکتی ہیں۔ عدلیہ کے اندر خواتین کو بااختیار بنانا نہ صرف انصاف کا معاملہ ہے بلکہ سماجی ترقی اور صنفی مساوات کا محرک بھی ہے۔

خواتین کی شمولیت سے قانون پر عوامی اعتماد میں اضافہ:

عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی میں اضافہ قانونی نظام کی قانونی حیثیت کو تقویت دیتا ہے اور عوامی اعتماد کو فروغ دیتا ہے۔ یہ ایک ایسی عدلیہ کی عکاسی کرتی ہے جو معاشرے کے تنوع کی آئینہ دار ہوتی ہے، عدالتی عمل کے منصفانہ ہونے پر اعتماد کو فروغ دیتی ہے۔

فیصلہ سازی میں متنوع نقطہ نظر:

خواتین ججوں کی شمولیت سے مقدمات کے فیصلوں میں متنوع نقطہ نظر سامنے آتے ہیں، خاص طور پر ایسے مقدمات جو صنفی پس منظر کی حامل ہوتی ہیں۔ یہ تنوع قانونی گفتگو کو تقویت بخشتا ہے اور زیادہ باخبر اور منصفانہ فیصلہ سازی میں کردار ادا کرتا ہے۔

ایک مثبت نظیر قائم کرنا:

خواتین کی زیادہ نمائندگی والی عدلیہ دیگر شعبوں اور اداروں کے لیے ایک مثبت نظیر قائم کرتی ہے۔ اس سے صنفی مساوات کے عزم کی نشاندہی ہوتی ہے اور عوامی زندگی کے مختلف شعبوں میں ایسے اقدامات کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

بہتر اور بروقت انصاف:

عدلیہ میں خواتین کی بڑھتی ہوئی نمائندگی کا براہ راست تعلق خواتین اور معاشرے کے دیگر کمزور طبقات کے لیے بہتر اور بروقت انصاف سے ہوتا ہے۔ یہ یقینی بناتا ہے کہ قانونی نظام ان طبقات کو درپیش منفرد ضروریات اور چیلنجوں کے لیے زیادہ جوابدہ ہے۔

خواتین کی نمائندگی میں رکاوٹیں

مختلف شعبوں میں نمایاں پیش رفت کے باوجود پاکستان میں عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی غیر متناسب طور پر کم ہے۔ ذیل میں تین اہم عوامل ہیں جو اس نمائندگی کے فرق میں حصہ ڈال رہے ہیں

ساختی رکاوٹیں:

امتیازی قانونی فریم ورک اور ادارہ جاتی طرز عمل عدلیہ کے اندر صنفی تعصب کو برقرار رکھتے ہیں اور عدالتی تقرریوں اور کیریئر میں ترقی کے مواقع تک خواتین کی رسائی کو محدود کرتے ہیں۔ مزید برآں، پدرانہ اصول اور معاشرتی رسوم ورواج اکثر خواتین کو قانون اور عدلیہ میں کیریئر بنانے کی حوصلہ شکنی کرتی ہیں، جو قانونی پیشوں میں خواتین کی کم نمائندگی کا باعث بنتی ہیں۔

ثقافتی اور معاشرتی اصول:

مروجہ صنفی دقیانوسی تصورات اور ثقافتی رویے ان خواتین کی بطور عدالتی افسران کے ساکھ اور قابلیت کو مجروح کرتے ہیں جس سے پیشہ ورانہ ماحول میں مضمر تعصب اور امتیازی سلوک ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ، تعلیم تک محدود رسائی اور پیشہ ورانہ ترقی کے مواقع خواتین کو مزید پسماندہ کرتے ہیں، خاص طور پر پسماندہ طبقوں سے تعلق رکھنے والی خواتین کے عدلیہ میں داخلے اور ترقی میں رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔

کام کی جگہ کا ماحول:

کام کی جگہ پر ہراسگی کرنا اور صنفی بنیاد پر امتیاز سمیت کام کی جگہ پر مشکل ماحول عدلیہ کے اندر خواتین کے لیے اہم رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں خواتین کی قانون کے شعبے کا پیشہ اپنانے کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ ناکافی معاونت اور صنفی غیر حساس پالیسیاں پیشہ ورانہ ذمہ داریوں میں توازن پیدا کرنے میں خواتین کو درپیش چیلنجز کو بڑھاتی ہیں جو ان کے کیریئر میں مزید رکاوٹ کا باعث ہیں۔

خواتین کی عدلیہ میں شمولیت کے حوالے سے عالمی اور علاقائی سطح پر روشن مثالیں

جیسا کہ ہم عدلیہ کے اندر صنفی مساوات کی طرف رجحان کا پر بحث کر رہے ہیں، اس کے لیے عالمی اور علاقائی دونوں حوالوں سے بہترین طرز عمل اور مثالی اقدامات کا مطالعہ کرنا اور ان سے تحریک حاصل کرنا ضروری ہے۔ سویڈن اور کینیڈا جیسے ممالک نے ایسی حکمت عملیوں کا آغاز کیا ہے جو عدالتی تقرریوں میں صنفی تنوع کو ترجیح دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں زیادہ جامع اور نمائندہ عدالتی ادارے بنتے ہیں۔ شفاف انتخاب کے عمل کو اپنا کر اور اہل خواتین امیدواروں کو فعال طور پر تلاش کر کے، کینیڈا نے بینچ پر صنفی توازن حاصل کرنے کی طرف اہم پیش رفت کی ہے۔ مزید برآں، قانونی پیشے کے اندر صنفی تعصبات کو دور کرنے کے لیے مخصوص تربیتی پروگراموں اور صلاحیت سازی کے اقدامات کا قیام عدلیہ میں صنفی مساوات کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہوا ہے۔ مثال کے طور پر، انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف ویمن ججز جیسی تنظیموں نے تربیتی ماڈیولز تیار کیے ہیں جن کا مقصد ججوں کو صنف سے متعلق مسائل کے بارے میں حساس بنانا اور صنف سے متعلق قوانین اور فقہ کی گہری سمجھ کو فروغ دینا ہے۔

داخلی اصلاحات کے علاوہ، ٹیکنالوجی اور جدید آلات کا فائدہ اٹھانا بھی خواتین اور پسماندہ طبقات کے لیے انصاف تک رسائی کو بڑھا سکتا ہے۔ ورچوئل کورٹ رومز، آن لائن تنازعات کے حل کے طریقہ کار، اور موبائل پر مبنی قانونی معاونت کی فراہمی کا نفاذ جغرافیائی رکاوٹوں کو دور کرنے اور عدالتی عمل میں خواتین کی زیادہ سے زیادہ شرکت کو یقینی بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ مزید برآں، علاقائی اقدامات جیسے کہ افریقی یونین کا صنفی اور ترقیاتی پروٹوکول اور کونسل آف یورپ کا استنبول کنونشن عدلیہ کے اندر صنفی مساوات کو فروغ دینے کے لیے قابل قدر فریم ورک کی مثالیں فراہم کرتا ہے۔ یہ معاہدے رکن ممالک کے لیے جامع رہنما خطوط اور معیار پیش کرتے ہیں جن پر عمل کیا جائے، اس طرح قانونی شعبے میں صنفی تفاوت کو دور کرنے کے لیے ایک مربوط اور منظم انداز میں سہولت فراہم کی جاتی ہے۔

پاکستانی عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی کو بڑھانے کے لیے سفارشات

مندرجہ ذیل سفارشات کا مقصد پاکستان میں خواتین ججوں کو درپیش چیلنجز سے نمٹنا اور زیادہ سے زیادہ خواتین کو عدلیہ میں شامل ہونے اور ترقی کی منازل طے کرنے کی ترغیب دینا ہے۔

پالیسی کی سطح پر تبدیلی

عدلیہ میں بھرتی کے لیے صنفی مساوات اور صنفی فروغ کی پالیسیوں کا نفاذ:

خواتین ججوں کو درپیش منفرد چیلنجز سے نمٹنے کے لیے بھرتی اور ترقی کی پالیسیاں، انصاف کو یقینی بنانا اور کیریئر کی ترقی کے لیے مساوی مواقع فراہم کرنا۔

خواتین کی نمائندگی کے لیے اہداف اور کوٹے کا قیام:

خواتین ججوں کی نمائندگی خاص طور پر قائدانہ کردار میں بڑھانے کے لیے ٹھوس اہداف اور کوٹے مقرر کریں۔ اس سے ایک زیادہ جامع عدلیہ کو فروغ ملے گا اور صنفی تفریق کو ختم کرنے کے لیے فعال طور پر کام کیا جائے گا۔

تربیت اور ترقی کے مواقع تک مساوی رسائی کو یقینی بنانا:

ایسی پالیسیاں بنائیں اور نافذ کریں جو خواتین ججوں کے لیے وسیع پیمانے پر تربیت اور ترقیاتی پروگراموں تک مساوی رسائی کی ضمانت دیں۔ یہ پیشہ ورانہ ترقی میں موجودہ خلاء کو پُر کرے گا اور ان کی مہارتوں میں اضافہ کرے گا۔

عدالتی طریقہ کار میں شادی کی پالیسی کو شامل کرنا:

شادی کی پالیسی کے مستقل اور موثر نفاذ کو یقینی بنانا، خواتین ججوں کو اپنے آبائی اضلاع کے 200 کلومیٹر کے دائرے میں اپنے شوہروں کے ساتھ اسی ڈیوٹی اسٹیشن میں کام کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ یہ رہائش ان کے پیشہ ورانہ استحکام اور ترقی کے لیے اہم ہے۔

استعدادِ کار میں اضافہ

جوڈیشل افسران کو صنفی حساسیت کی تربیت فراہم کرنا:

تمام عدالتی افسران کے لیے صنفی حساسیت کے جامع تربیتی پروگراموں کو نافذ کریں۔ اس اقدام سے صنفی حساسیت کے کلچر کو پروان چڑھاتے ہوئے ایک زیادہ باخبر اور جامع قانونی ماحول کو فروغ ملے گا۔

عدلیہ میں خواتین کے لیے رہنمائی کے پروگرام:

خواتین ججوں کے لیے مخصوص رہنمائی کتابچے تیار کریں، جو پیشہ ورانہ ترقی کے لیے رہنمائی، معاونت اور مواقع کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔ یہ رہنمائی چیلنجز سے نمٹنے اور ایک معاون طبقے کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہے۔

سماجی ثقافتی مشغولیت

دقیانوسی تصورات کو چیلنج کرنے کے لیے سول سوسائٹی کی تنظیموں، مذہبی رہنماؤں اور میڈیا کے ساتھ مل کر کام کرنا:

عدلیہ میں خواتین کے حوالے سے موجود دقیانوسی تصورات کو چیلنج کرنے کے لیے سول سوسائٹی کے گروپوں، مذہبی رہنماؤں اور میڈیا آؤٹ لیٹس کے ساتھ شراکت داری قائم کریں۔ یہ تعاون سماجی تاثرات کو تبدیل کرنے اور خواتین کی شمولیت کو فروغ دینے میں معاون ثابت ہوگا۔

بیداری مہم کے ذریعے قانونی پیشے میں صنفی مساوات کو فروغ دینا:

بیداری کی مہمیں شروع کریں جن کا مقصد قانونی پیشے کے اندر صنفی مساوات کو فروغ دینا ہو۔ یہ مہمیں خواتین ججوں کے لیے احترام اور مساوی مواقع کے کلچر کو فروغ دیں گی، جس سے زیادہ سے زیادہ خواتین کو عدلیہ میں کیریئر بنانے کی ترغیب ملے گی۔

نگرانی اور اعداد و شمار جمع کرنا

عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی کے بارے میں ایک جامع ڈیٹابیس کا قیام:

خواتین ججوں کی نمائندگی سے باخبر رہنے کے لیے ایک تفصیلی ڈیٹابیس تیار کرنا چاہیے۔ یہ شفاف اور جوابدہ پالیسی پر مشتمل صنفی مساوات کے حصول کے لیے اعداد و شمار پر مبنی فیصلہ سازی میں سہولت فراہم کرے گا۔

صنفی مساوات کی پیش رفت کی باقاعدگی سے نگرانی:

صنفی برابری کے اقدامات کی پیشرفت پر نظر رکھنے کے لیے باقاعدہ نگرانی کے طریقہ کار کو اپنانا چاہیے۔ یہ پالیسیوں اور طریقہ کار میں بہتری میں معاون ثابت ہوگا۔

صنفی لحاظ سے پالیسیاں اور ڈھانچہ جاتی معاونت

صنفی حساس پالیسیوں کے ذریعے ایک معاون ماحول کی تشکیل:

خواتین ججوں کے لیے ایک اچھے ماحول کے لیے صنفی حساس پالیسیاں تیار کریں۔ ان پالیسیوں صنفی مساوات کو ترجیح دینے کے لیے کام کی جگہ کی سہولیات، بنیادی ڈھانچے کی منصوبہ بندی، اور بجٹ مختص کرنا چاہیے۔

مناسب سہولیات اور انفراسٹرکچر کو یقینی بنانا:

صنفی لحاظ سے بجٹ اور جامع انفراسٹرکچر کی منصوبہ بندی کے ذریعے ناکافی سہولیات، بشمول نامناسب واش رومز اور دور دراز کے اسٹیشنوں میں رہائش تک تک خواتین ججوں کی رسائی کی کمی کو دور کریں۔ یہ قدم ایک جامع اور کام کے لیے معاون کام ماحول بنانے کے لیے اہم ہے۔

ڈے کیئر کی سہولیات:

خواتین ججوں کے چھوٹے بچوں کے لیے ڈے کیئر کی سہولیات دیں۔ یہ اقدام کام اور زندگی توازن فراہم کرے گا، اس سے خواتین ججوں اپنے پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے خاندان کی فلاح و بہبود کو یقینی بنانے کا موقع ملے گا۔

کرنے کا کام

پاکستانی عدلیہ میں خواتین کی نمائندگی بڑھانے کی اہمیت کو دہراتے ہوئے، اس اختتامیے میں ہم صنفی مساوات، انسانی حقوق اور قانون کی حکمرانی پر مثبت اثرات پر زور دیتے ہیں۔ تبدیلی کی پالیسیوں، استعداد کار میں اضافے کے اقدامات اور سماجی ثقافتی مشغولیت کے فوری نفاذ کی ضرورت ہے۔ عدلیہ میں صنفی لحاظ سے اور اس امر کے فروغ، رہنمائی کے پروگراموں کے قیام اور سول سوسائٹی کے ساتھ تعاون وہ ضروری اقدامات ہیں جو فوری طور پر کرنے چاہئیں۔ مزید برآں، ایک جامع اور نمائندہ قانونی نظام کو فروغ دینے کے لیے صنفی لحاظ سے قابل احتساب بنیادی ڈھانچے کی مدد بہت ضروری ہے۔

اسٹیک ہولڈرز کو متحرک کرکے اور صنفی لحاظ سے اصلاحات کرکے ہم ایک ایسی عدلیہ تشکیل دے سکتے ہیں جو پاکستان میں سب کے لیے انصاف، مساوات اور انسانی حقوق کو برقرار رکھے۔ اس پالیسی بریف کا اختتام ایک زبردست کال ٹو ایکشن کے ساتھ ہوتا ہے جو تمام متعلقہ اسٹیک ہولڈرز پر زور دیتا ہے کہ وہ ایسی حکمت عملیوں کے نفاذ میں ہاتھ بٹائیں جو ہمیں ایک ایسی عدلیہ کی طرف لے جائے جو حقیقی معنوں میں نمائندہ، صنفی حساسیت، حقوق، انصاف، مساوات اور انسانی اصولوں سے ہم آہنگ ہو۔

اکاؤنٹیبلٹی لیب کے بارے میں

اکاؤنٹیبلٹی لیب ایک بین الاقوامی نیٹ ورک کا حصہ اور پاکستانی تھنک ٹینک ہے، جو شفافیت، احتساب اور اچھی حکمرانی کو فروغ دینے کے لیے پر عزم ہے۔ اختراعی طریقوں کے ذریعے مثبت تبدیلی لانے پر توجہ مرکوز کرنے کے ساتھ، لیب ملک میں جمہوری عمل کو بڑھانے کے لیے اقدامات میں اگلی صفوں میں ہے۔ پاکستان میں انتخابی نظم ونسق سے متعلق گفتگو کے فروغ سے لیب اختراعی سوچ کے ذریعے مثبت تبدیلی کو متحرک کرنے کے لیے پر عزم ہے۔

ملک میں جمہوری عمل کو مضبوط بنانے کے دائرے میں، لیب نے مسلسل جدید طریقہ کار کی طاقت کو بروئے کار لاتے ہوئے، پاکستان میں جمہوری طریقوں کے ارتقا میں فعال کردار ادا کیا ہے۔ لیب کے مشن کا مرکز سماجی قبولیت، ادارہ جاتی رسائی، اور جمہوریت کی مجموعی مضبوطی جیسے عوامل پر اس کا غیر متزلزل زور ہے۔ یہ بنیادی اصول نہ صرف لیب کے نقطہ نظر کو تقویت دیتے ہیں بلکہ اس پالیسی بریف میں بیان کردہ سفارشات کے ساتھ بھی گونجتے ہیں۔